اسالیبِ دعوتِ اسلامی: احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Methods of Islamic Da'wah: A Research and Analytical Study Based on the Prophetic Ahādīth

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.18726088

*Fatma Hijab
**Hafiz Abdullah
***Muhammad Ahsan Zulfiqar

Abstract

The demands of Da'wah (invitation to Allah) require that a caller (da'i) be one who delivers glad tidings, facilitates ease, and exhibits patience in the face of people's stubbornness and harshness. The Prophet ﷺ consistently instructed the Companions to promote glad tidings and ease, highlighting the virtue of Muslims who mingle with others and endure their adversities with patience. Sincerity, freedom from ostentation, and complete avoidance of hypocrisy are fundamental prerequisites in this path, as acts performed for show and the discrepancy between words and deeds can render even the greatest of virtues futile on the Day of Judgment. A da'i must strive to prevent all forms of polytheism, forbid manifestations such as crosses, uphold the oneness of Allah (Tawḥīd), and be prepared to offer their life in defense of faith, as exemplified in the incident of the seventy reciters. Another essential requirement of da'wah is that a caller should not prevent anyone from worship, but rather guide them toward righteousness, enjoin good, forbid evil, and patiently endure the trials that accompany this process. The Prophet ﷺ extended his invitation even to close relatives, continuously reminding Abu Talib of the Kalima until his death. Likewise, he taught young companions, such as Ibn 'Abbas (RA), the principles of divine protection, reliance (tawakkul), and predestination. Thus, the path of da'wah spans from the beginning to the end of life, encompassing sincerity, monotheism, patience, consistency between word and deed, selflessness, exemplary character, and the continuous effort to connect creation with their Creator.

Keywords:Islamic Da'wah, Prophetic Traditions, Ahādīth, Methods of Da'wah, Islamic Guidance

*Visiting Lecturer, Government Postgraduate College for Women, Mardan, Pakistan
**BS Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
***BS Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, Pakistan

دعوت کا معنی ومفہوم

ابن منظور افریقی "لسان العرب" میں دعوت کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

والدعاة قوم يدعون إلى بيعة هدى أو ضلالة واحدهم داع .... داعي الأمة إلى توحيد الله وطاعته[1]

"(دعاۃ (داعی کی جمع) سے مراد ایک ایسا طبقہ ہے۔جو لوگوں کو گمراہی سے ہدایت کی طرف بلائے۔ یعنی آدمی کا لوگوں کو دین اور بدعت کی طرف بلانا۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔اور "تہذیب" میں ہے۔موذن اللہ کی طرف بلانے والے ہے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت کو اللہ کی واحدانیت اور اطاعت کی طرف بلانے والے ہیں۔)"

"هداية المرثدين" میں دعوت کے اصطلاحی معنی و مفہوم کچھ یوں ہے:

حث الناس على الخير والهدى، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ليفوزوا بسعادة العاجل الأجل.(2)

" دعوت سے مراد لوگوں کو ہدایت اور بھلائی کی ترغیب دلانا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا تاکہ وہ جلد بدیر کامیابی سے ہمکنار ہو۔"

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے: و ادع الی ربک [3]اور تم (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہو۔"

دعوت کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ "دعوت" سے فقط یہ مراد نہیں ہے کہ لوگوں کو اسلام کی بات بس پہنچا دی جائے۔اس کے لئے (پہنچا دینے کے لئے) الگ سے ایک لفظ ہے جو قرآن میں بھی مستعمل ہے یعنی بلاغ، یا تبلیغ، جو کہ یقیناً دعوت کا ایک پہلو ہے۔ البتہ دعوت کا لفظ اس سے کہیں زیادہ وسعت کا حامل ہے۔محمد قطب اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

" لوگوں کو اللہ کی طرف اور اللہ کے راستے پر لے کر آنے کا وہ پورا عمل جو انسانی معاشروں کے اندر بے شمار مرحلوں سے گزرتا اور متعدد صورتیں اختیار کرتا ہے "دعوت" ہی کہلاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کے پورے کام کو دعوت قرار دینا اور قرآن کا آپ کو شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا [الاحزاب ٣٣ (اے نبی (مکرم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خلق کا)مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی)خوشخبری دینے والا اور (عذاب آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا

کر بھیجا ہے اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منور کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے) کہنا اسی جامع مفہوم کے ساتھ لیا جانا ہی آپ کے اور آپ کے مشن کے شایان شان ہو سکتا ہے۔"[4]

دعوت کی اقسام

دعوت کے تمام طریقوں اور ذرائع و وسائل کو اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اسے دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔

ا۔انفرادی دعوت

اصلاح معاشرہ اور ریاست کا آغاز چونکہ فرد سے ہوتا ہے اس لیے دعوت دین کا پہلا ہدف بھی فرد ہے۔جس کے لیے انفرادی دعوت پہلا آلہ دعوت ہے۔بعد ازاں افراد سے وجود میں آنے والی سوسائٹی کے لیے اجتماعی دعوت کا طریقہ کار آمد رہتا ہے۔انفرادی دعوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (5)

" تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یقینا ان کے لیے بہتر ہوتا، ان میں سے کچھ ایمان والے بھی ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں"

اس ارشاد ربانی کے مطابق امت مسلمہ کا ہر فرد داعی ہے اور ازروئے شریعت اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی بساط، استعداد اور صلاحیت کے مطابق دین کی دعوت دے اور اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے کوشاں رہے اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء کو فرداً فرداً معبوث کیا اور انہیں اس فریضہ کی ادائیگی کی تلقین کی اس ضمن میں ان کی زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ اور نمونہ عمل ہیں۔انہوں نے جس طرح دعوت دین کا کام اولا انفرادی سطح پر بطور داعی سر انجام دیا قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ان کے اس انفرادی داعیانہ کردار کا تذکرہ موجود ہے۔

دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی دعوت کا اول مخاطب اپنے آپ کو سمجھے اور دوسروں کو کہنے سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو، کیونکہ قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے

دعوت کمزور پڑ جاتی ہے اور مخاطب اثر قبول نہیں کرتا، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا :**أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ (6)**

" کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔''

اور فرمایا:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمْ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (7)

جو کام خود نہیں کرتے وہ دوسروں کو کیوں کہتے ہو۔''

اپنی اصلاح کے بعد اپنے اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں کی اصلاح کرنا ضروری ہے کیونکہ ان کی بد عملی بھی دعوت و تبلیغ میں رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہے، جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَأَنذِرْ عَشِيرتك الأقربين(8)

" آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور گھر کے افراد کی مکمل ہدایت دوسرے کے اختیار میں نہیں[9]

۲۔اجتماعی دعوت

دعوت کی دوسری قسم اجتماعی دعوت دین ہے۔اجتماعی دعوت دین کی توثیق و تائید میں ارشاد ربانی ہے۔

وَلْتَكُن مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (10)

" اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی س روکیں۔"

اس آیت میں واضح طور پر دعوت کو ایک نظام کے طور پر بپا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ صاحبان علم و عمل، باکردار اور صالح افراد پر مشتمل ایک گروہ اور جماعت آگے آئے اور نظم و ترتیب سے دین کی ترویج و اقامت کرے۔اس کار خیر کی انجام دہی کے نتیجے میں اس امت کو اللہ کی طرف سے "خیر الامم " کا لقب عظیم عطا ہوا ہے۔لہذا فرمان الٰہی کی رو سے اس فریضہ کی بجا آوری کا تقاضا یہ ہے کہ انفرادی طور پر ہر فرد امت اسے اپنی انفرادی ذمہ داری خیال کرتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لے۔اور اجتماعی سطح پر نیک صالح، متقی لوگ مل کر ایسی جماعت تشکیل دیں۔جو باقاعدہ اور مربوط نظام کے تحت دعوت دین کو پوری دنیا میں پھیلا دیں اور یہ دعوت کا سلسلہ نسل

در نسل موجود اور طے شدہ نظام کے تحت تا قیامت چلتا رہے۔اس مقالے میں منہج و اسالیبِ دعوت کو احادیثِ نبوی کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔[11]

اسالیب دعوت اسلامی احادیث نبوی کی روشنی میں

1. نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا فرض ہے

اسلامی دعوت کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ معاشرے میں خیر کو عام اور برائی کو کم سے کم کیا جائے۔ایک مسلمان صرف اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی اصلاح کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوتی ہے۔نیکی کا فروغ اور برائی سے روکنا امت کو اخلاقی، سماجی اور دینی استحکام فراہم کرتا ہے اور اسی سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(12)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کی گئی ہے، تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا۔ان میں بعض ایمان والے بھی ہیں مگر ان کے اکثر نافرمان ہیں۔“

ارشاد نبوی ہے:

«عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم.....................وذلك أضعف الإيمان»(13)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے جس نے برائی کو دیکھا اور اپنے ہاتھ سے روک دیا تو وہ (گناہ سے) بری ہو گیا، اور جس میں ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں لیکن اس نے زبان سے روک دیا تو وہ بھی بری ہو گیا، اور جس میں زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں لیکن دل سے برا جانا وہ بھی بری ہو گیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

2. چلتے چلتے راستے میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اسلامی تعلیمات یہ بتاتی ہیں کہ دعوت اور اصلاح صرف مخصوص مجالس تک محدود نہیں بلکہ روزمرہ کی گزرگاہوں اور عام نشستوں میں بھی جاری رہتی ہے۔ مسلمان جہاں بیٹھے ہوں وہاں ان پر لازم ہے کہ ماحول کو پاکیزہ رکھیں، دوسروں کو تکلیف سے بچائیں اور موقع کے مطابق خیر کی تلقین اور برائی سے روکنے کا عملی مظاہرہ کریں۔یہی رویّہ معاشرے میں اخلاقی نظم و ضبط کو مضبوط بناتا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

«وعنه رضى الله عنه ، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والجلوس على الطرقات. فقالوا: ما لنا بة ، إنما هي مجالسنانتحدث فيها ، قال: فإذا أبيتم إلا المجالس فأعطوا الطريق حقها . قالوا: وما حق الطريق قال: غض البصر ، وكف الأذى ، ورد السلام، وأمر بالمعروف ونهى عن المنكر»(14)

"اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا کسی کو ایذاء نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا، اور بری باتوں سے روکنا۔"

3. داعی لوگوں کو تعلیم دے کہ سنی ہوئی بات کو آگے پہنچائیں

دعوتِ اسلامی کا اہم تقاضا یہ ہے کہ خیر اور ہدایت کا پیغام صرف سن کر محدود نہ رکھا جائے بلکہ ذمہ داری کے ساتھ آگے منتقل بھی کیا جائے۔ ایک داعی مسلمانوں میں یہ شعور بیدار کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات امانت ہے، اسے درست فہم اور بصیرت کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا ضروری ہے۔ اس سے دین کا علم محفوظ بھی رہتا ہے اور اصلاحِ امت کا سلسلہ بھی مسلسل جاری رہتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ .... وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾(15)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " (اے نبی!) کہہ دیجیے: یہی میری راہ ہے، میں (تمھیں) اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور وہ لوگ جنھوں نے میری اتباع کی بصیرت پر ہیں۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

ارشادِ نبوی ہے:

«وعن عبد الرحمن بن أبى بكرة، عن أبيه ، ذكر النبى صلى الله عليه وسلم قعد على بعيره ، وأمسك إنسان بخطامه أوبزمامه قال: أى يوم هذا ، .....هذا ليبلغ الشاهد الغائب ، فإن الشاهد عسى أن يبلغ من هو أوعى له منه»(16)

" اور حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے

اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھام رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج یہ کونسا دن ہے؟ ہم خاموش رہے، حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آج کے دن آپ کوئی دوسرا نام اس کے نام کے علاوہ تجویز فرمائیں گے (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا، بے شک (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ (ہم اس پر بھی) خاموش رہے اور یہ (ہی) سمجھے کہ اس مہینے کا (بھی) آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا، بے شک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو یقیناً تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ پس جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ (بات) پہنچادے، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے، جو اس سے زیادہ (حدیث کا) یاد رکھنے والا ہو۔"

4. ظالم کو ظلم سے روکنا ضروری ہے

اسلامی دعوت کا تقاضا یہ ہے کہ ظلم کو دیکھ کر خاموش نہ رہا جائے بلکہ عدل کا ساتھ دیا جائے۔ ایک مصلح اور داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ظالم کو نرمی اور حکمت کے ساتھ اس کے ظلم سے روکے، کیونکہ یہی حقیقی خیر خواہی ہے۔ معاشرے کی اصلاح تب ہی ممکن ہے جب مسلمان ظلم کے خلاف کھڑے ہوں اور مظلوم کی اعانت کو اپنا اخلاقی فریضہ سمجھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾(17)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور نصیحت کر، کیونکہ یقیناً نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔"

ارشاد نبوی ہے: «وعن جابر قال: اقتتل غلامان، غلام من المهاجرين وغلام من الأنصار ، فنادى المهاجر أو المهاجرون: يا للمهاجرين! ونادى الأنصاري: يا للانصار! فخرج رسول ﷺ فقال: ما هذا دعوى أهل الجاهلية؟ .... ، إن كان ظالما فلينهه ، فإنه له نصر ، وإن كان مظلوما فلينصره»(18)

"اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو غلام آپس میں لڑپڑے، ایک غلام مہاجروں اور دوسرا انصار کا تھا، مہاجر غلام یا مہاجروں نے آواز بلند کی، اے مہاجرو! مدد کرو اور انصاری نے پکارا، اے انصاریو! مدد کرو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیمہ سے) باہر نکلے اور ارشاد فرمایا: یہ جاہلانہ پکار کیسی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کچھ نہیں۔ اے اللہ کے رسول! صرف اتنی بات ہے دو غلام لڑپڑے (کیونکہ) ایک نے دوسرے کی سرین پر لات

ماری، آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے، انسان کو اپنے بھائی کی مدد کرنا چاہیے، ظالم ہو یا مظلوم، اگر وہ ظلم کر رہا ہے تو اسے روکے، کیونکہ یہی اس کی نصرت ہے، اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے۔"

5. جس مسلمان کو دین کا جتنا بھی مسئلہ معلوم ہو اسے آگے پہنچائے

دعوتِ اسلامی میں ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق ذمہ دار ہے کہ جو دینی علم اسے میسر ہو اسے صحیح طریقے سے دوسروں تک پہنچائے۔ علم کو آگے منتقل کرنا دین کی حفاظت اور ہدایت کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ عمل انسان میں خیر خواہی، سچائی اور امانت داری کے جذبات کو مضبوط کرتا ہے اور معاشرے میں دینی بیداری کو فروغ دیتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن عبد الله بن عمرو ، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: بلغوا عني ولو آية ، وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج ، ومن كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار»(19)

"اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو، اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

6. علماء پر عوام الناس کو نیکی کا حکم دینا فرض ہے

علماء کی ذمہ داری عام مسلمانوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ وہ دین کا فہم رکھتے ہیں اور معاشرے کی راہنمائی ان کے علم ہی سے وابستہ ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ لوگوں کے سامنے بلا خوف حق بات پیش کریں، نیکی کی ترغیب دیں اور برائی کی نشاندہی کریں۔ جب اہلِ علم یہ فریضہ ادا کرتے ہیں تو معاشرے میں ہدایت، عدل اور اصلاح کے راستے کھلتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ الله تَعَالَى: ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(20)

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا " اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے، اور برے کاموں سے روکے۔ اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أبى سعيد الخدري ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام خطيبا فكان فيما قال: ألا لا يمنعن رجلا، هيبة الناس، أن يقول بحق ، إذا علمه قال: فبكى أبو سعيد، وقال: قد والله ، رأينا أشياء فهبنا»(21)

”اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: خبردار! کسی آدمی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے جب اسے دین کی بات کا علم ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کر کے رونے لگے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم بہت سی غلط باتیں دیکھتے رہتے ہیں اور (منع کرنے سے) ڈرتے رہتے ہیں۔“

7. حالات دیکھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنا

اسلامی دعوت کا تقاضا یہ ہے کہ نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا عمل حالات، ماحول اور اپنی استطاعت کو دیکھ کر کیا جائے۔ انسان پر اتنا ہی بوجھ ہے جتنا وہ اٹھا سکتا ہے، اس لیے داعی کو حکمت، مصلحت اور اپنی قوت کے مطابق اصلاح کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ بے جا خطرات مول لینا یا خود کو ایسی آزمائش میں ڈال دینا جس کی طاقت نہ ہو، شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(22)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ” اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔“

ارشاد نبوی ہے: «وعن حذيفة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه ، قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيقه»(23)

”اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسوا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مومن اپنے آپ کو کیسے رسوا کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی ایسی مصیبت میں پڑے جسے برداشت کرنے کی اس میں طاقت نہیں۔“

8. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل گناہوں کا کفارہ ہے

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صرف اجتماعی اصلاح ہی نہیں بلکہ انسان کے اپنے گناہوں کے کفارے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ جب آدمی برائی کے مقابلے میں خیر کو اختیار کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی طرف بلاتا ہے تو اس کے اپنے اعمال میں صفائی اور روحانی ترقی پیدا ہوتی ہے۔ امر بالمعروف کا یہ عمل دل کو اللہ کے قریب کرتا اور سابقہ لغزشوں کو مٹا دینے کا باعث بنتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾(24)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔''

ارشاد نبوی ہے: «وعن أبی ذر رضی الله عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتق الله حيثما كنت ، وأتبع السيئة الحسنة تمحها، وخالق الناس بخلق حسن»(25)

''اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو جہاں بھی رہے اللہ سے ڈر، برائی کے پیچھے نیکی کو لگا، یہ اسے مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

9. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اجر و ثواب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ نیکی ہے جس کا اجر صرف آخرت تک محدود نہیں بلکہ دنیا میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جو لوگ خیر پھیلانے اور برائی روکنے کے کام میں لگے رہتے ہیں، وہ اللہ کی خاص رحمت، کامیابی اور روحانی برتری کے مستحق بنتے ہیں۔ یہ عمل نہ صرف صدقہ کا اجر دلاتا ہے بلکہ قیامت کے دن نیکی ان کے لیے خوشخبری اور کامیابی کا ذریعہ بن کر کھڑی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾(26)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ (مومن) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور (اے نبی!) مومنوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أبی ذر: أن ناسا من أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم قالوا للنبي صلى الله عليه وسلم يا رسول الله! ذهب أهل الدثور بالأجور ،---- وضعها فی الحلال كان له أجر»(27)

''اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ساتھیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! سرمایہ دار اجر و ثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ضرورت سے زائد مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کرنے کی صورت نہیں پیدا کی؟ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اور ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، ایک دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اور بیوی سے تعلقات قائم کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا جب

ہم میں سے کوئی اپنی نفسانی خواہش (جنسی ضرورت) پوری کرتا ہے، اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بتاؤ، اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا ہے، تو کیا اسے اس پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح جب وہ اسے جائز محل پر رکھتا ہے تو اسے اجر بھی ملتا ہے۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أبي موسى الأشعري الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذي نفس محمد بيده ، إن المعروف والمنكر خليقتان ، ---------- ، وما يستطيعون له إلا لزوما»(28)

"اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے قیامت کے روز نیکی اور برائی (اپنے جسم کے ساتھ) پیدا کیے جائیں گے اور لوگوں کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ نیکی اپنے اصحاب کو خوشخبری دے گی اور بھلائی کا وعدہ کرے گی جبکہ برائی اپنے اصحاب سے کہے گی میں ابھی تمہاری خبر لیتی ہوں، میں ابھی تمہاری خبر لیتی ہوں اور وہ اس سے (بھاگنے کی خواہش کے باوجود) بھاگ نہیں سکیں گے اور وہ ان پر مسلط ہو کر رہے گی۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن النعمان بن بشير رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: مثل القائم على حدود الله والواقع ---------------- وإن أخذوا على أيديهم نجوا ونجوا جميعا»(29)

" اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔ جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں (دریا سے) پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کر لیں۔ تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو کشتی والے تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔"

10. دعوت کے راستے میں شہید ہونے والے کا درجہ

دعوتِ اسلامی کے راستے میں جان قربان کرنے والا نہ صرف شجاعت اور ایمان کی اعلیٰ مثال پیش کرتا ہے بلکہ شہداء میں شمار ہو کر اللہ کے نزدیک بلند مقام پاتا ہے۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہاں تک کہ جان کی قربانی تک پہنچ جائے، اسلامی اصلاح اور دعوت کا سب سے عظیم عملی مظاہرہ ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾ (30)

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''زمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

ارشاد نبوی ہے:

«وعن جابر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب ، ورجل قام إلى إمام جائر فأمره ونهاه فقتله»(31)

'' اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہیں اور وہ شخص بھی جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حکمران نے اسے قتل کر دیا۔''

11. داعی کے لیے کسی کو نیکی پر لگا دینا سب سے بڑی نعمت ہے

داعی کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں کسی انسان کو ہدایت کی طرف لے جائے۔ ایک فرد کی اصلاح اور اسے نیکی پر لگانا دنیاوی دولت سے بڑھ کر اجر و ثواب کا سبب بنتا ہے اور دعوتِ اسلامی کی کامیابی کا نمایاں ثبوت ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن سهل بن سعد رضى الله عنه : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لأعطين الرأية غدا رجلا يفتح الله على يديه ، قال: فبات الناس ------من أن يكون لك حمر النعم»(32)

''اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا: کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالی فتح عنایت فرمائے گا۔ راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حضرات (جو سر کردہ تھے) حاضر ہوئے۔ سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو۔ جب وہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے علم

انہیں کو عنایت فرمایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی یوں ہی چلتے رہو۔ جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی دولت) سے بہتر ہے۔"

12. دعوت کا کام کرنے والے مبارکباد کے حق دار

جو شخص اپنے ہاتھ کے ذریعے نیکی کے دروازے کھولتا ہے اور دوسروں کے لیے بھلائی کے مواقع پیدا کرتا ہے، وہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ اس کی عملی کوشش اور کردار دعوتِ اسلامی میں اہم مقام رکھتے ہیں اور اللہ کے نزدیک اس کا اجر عظیم ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن من الناس مفاتيح للخير ، مغاليق للشر ، ------------- مفاتيح الشر على يديه»[33]

"اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے بعض لوگ نیکی کی چابیاں ہیں اور برائی کو روکنے والے ہیں اور بعض برائی کی چابیاں ہیں اور نیکی کو روکنے والے ہیں۔ مبارک ہو اس آدمی کو جس کے ہاتھ سے اللہ نے نیکی کے دروازے کھولے اور ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جس کے ہاتھ سے شر کے دروازے کھولے گئے۔"

13. دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کا مقام و مرتبہ

دعوتِ اسلامی میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کے لیے نفع اور بھلائی پیدا کرے۔ مومن کا اصل مرتبہ اس کے محبت اور فائدہ پہنچانے کی صلاحیت سے پہچانا جاتا ہے، اور یہی داعی کے کام کا اعلیٰ مقام ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: «وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : المؤمن يالف ويولف ، ولا خير فيمن لا يالف ولا يولف، وخير الناس أنفعهم للناس»[34]

"اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن محبت کرتا بھی ہے اور کیا بھی جاتا ہے، اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو محبت کرے نہ محبت کیا جائے، اور لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔"

14. داعی کو نیکی کا کام کرنے والے کے برابر اجر

دعوتِ اسلامی میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کے لیے نفع اور بھلائی پیدا کرے۔ مومن کا اصل مرتبہ اس کے محبت اور فائدہ پہنچانے کی صلاحیت سے پہچانا جاتا ہے، اور یہی داعی کے کام کا اعلیٰ مقام ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: «وعن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دعا------ من آثامهم شيئا»(35)

"حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے، اس کے لیے اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ہوگا، ان کے اجر میں کچھ کمی نہیں کرے گا اور جو ضلالت و گمراہی کی طرف بلاتا ہے، اس پر اتنا گناہ ہوگا، جس قدر گناہ اس کی پیروی کرنے والوں پر ہوگا اور اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

15. دعوت الی اللہ کا کام نہ کرنے پر عذاب الٰہی

جو لوگ کسی برائی کو روکنے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن خاموش رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل فرماتا ہے۔ دعوتِ اسلامی میں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اور اس کی عدم ادائیگی سنگین نتیجہ کا سبب بنتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ ----- ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾﴾(36)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر ہوئے ان پر داود اور عیسی ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی، یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزر جاتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو برے کام سے منع نہیں کرتے تھے کیونکہ انھوں نے وہ خود کیا ہوتا تھا، بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے۔"

«وعن جرير رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما من الله رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي يقدرون على أن يغيروا عليه فلا يغيروا إلا أصابهم الله بعذاب من قبل أن يموتوا»(37)

"اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ایک آدمی کسی قوم میں برے کام کرتا ہو اور دوسرے لوگ اسے روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، لیکن نہ روکیں تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے پہلے عذاب نازل فرمائے گا۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن عبيد الله بن جرير عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي – هم أعز منهم وأمنع – لا يغيرون ، إلا عمهم الله بعقاب»(38)

''اور حضرت عبید اللہ بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں گناہ کیے جاتے ہوں اور گناہ کرنے والے نیک لوگوں سے زیادہ معزز ہوں کہ ان کی عزت کی وجہ سے نیک لوگ ان کو روک نہ سکیں تو اللہ ان سب پر عذاب عام نازل فرمادیتا ہے۔''

16. ظالم کو ظلم سے نہ روکا جائے تو رحمت الٰہی سے محرومی

اگر لوگ ظلم کو روکنے کی طاقت رکھتے ہوں لیکن خاموش رہیں، تو اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کے اعمال پر منفی اثر پڑتا ہے۔ دعوتِ اسلامی میں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر فرد کی ذمہ داری ہے، ورنہ نہ صرف عذاب کا خطرہ ہے بلکہ دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو ---- وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾﴾(39)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' پھر ان امتوں میں، جو تم سے پہلے گزریں، ایسے عقل و بصیرت والے کیوں نہ ہوئے جو زمین میں (لوگوں کو) فساد (پھیلانے) سے روکتے مگر تھوڑے ہی ان میں سے جنھیں ہم نے نجات دی اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ ان چیزوں کے پیچھے لگے رہے جن میں وہ (ظالم) آسودگی دیے گئے تھے، اور وہ مجرم تھے۔ اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلم کے ساتھ ہلاک کرے جبکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں۔''

ارشاد نبوی ہے:

«وعن جابر قال: لما رجعت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم مهاجرة البحر، قال: ألا تحدثوني بأعاجيب ما رأيتم بأرض الحبشة؟ قال فتية منهم : بلى يا رسول الله بينا نحن جلوس مرت بنا عجوز من عجائز رها بينهم تحمل ------لا يؤخذ لضعيفهم من شديدهم؟»(40)

''اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب سمندر کے رستہ ہجرت کرنے والے (یعنی مہاجرین حبشہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز ان سے) ارشاد فرمایا: تم نے سرزمین حبشہ میں جو عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں وہ مجھے بتاؤ۔ مہاجرین میں سے ایک نوجوان نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں (میں ایک واقعہ سناتا ہوں) ایک روز ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے سامنے سے ایک بڑھیا اپنے سر پر پانی کا گھڑا اٹھائے ہوئے گزری، اتنے میں ایک حبشی نوجوان آیا، اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھیا کے کندھوں پر رکھے اور

اسے دھکا دیا جس سے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑی اور اس کا گھڑا ٹوٹ گیا، جب اٹھی تو نوجوان کی طرف منہ کر کے کہنے لگی، اے بد قماش! تمہیں (اس حرکت کا انجام) جلد ہی معلوم ہو جائے گا، جب اللہ تعالیٰ کرسی عدالت پر جلوہ افروز ہوں گے، اگلے اور پچھلے سارے لوگ جمع ہوں گے اور لوگوں کے اعمال کی گواہی ان کے ہاتھ اور پاؤں دیں گے، اس روز میرے اور تمہارے معاملے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑھیا نے سچ کہا، بالکل سچ کہا، اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے پاک کریں گے جس میں کمزوروں کا بدلہ طاقتوروں سے نہ لیا جائے؟"

17. دعوت الی اللہ کا کام نہ کریں تو دعائیں قبول نہیں ہوتیں

دعوتِ اسلامی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی ذمہ داری نہ صرف فرد کی دینی فلاح کے لیے ضروری ہے بلکہ اس کے اثرات معاشرتی سطح پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں غفلت کرنے والے کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں، اس لیے داعی کو اپنا کردار فعال رکھنا چاہیے۔

ارشاد نبوی ہے: «(وعن حذيفة بن اليمان عن النبي ﷺ، قال: والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر ،أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ، ثم تدعونه فلا يستجاب لكم»(41)

"اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب نازل فرمادے پھر تم اس سے دعا کروگے تو وہ تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں فرمائے گا۔"

18. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنا قیامت کی نشانی ہے

ایسے دن آئیں گے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک ہو جائے گا اور معاشرتی اخلاق بگڑ جائیں گے۔ اس وقت ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی بصیرت کے مطابق نیکی کو اپنائے اور اہلِ ایمان کے ساتھ مل کر اصلاح کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (42)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر اپنی جانوں کی فکر لازم ہے، جو شخص گمراہ ہو، وہ تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم خود ہدایت پر ہو۔ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمھیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن عبد الله بن عمرو ، أن رسولﷺقال: كيف بكم وبزمان يوشك أن يأتي، يغربل الناس فيه غربلة، وتبقى حثالة من الناس--------- وتذرون أمر عوامكم»(43)

"اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت جلد ایسا وقت آئے گا کہ نیک لوگ اٹھا لیے جائیں گے اور صرف برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، وعدہ اور امانت خلط ملط ہو جائیں گے (یعنی ان کی پروا نہیں کی جائے گی) لوگ بالکل بگڑ جائیں گے، اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں گھل مل جائیں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اگر ایسا وقت ہم پر آجائے تو ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا، اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے آنا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔"

19. کسی برے کام کو روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جاننا

اگر کسی شخص کے پاس برائی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے اس برائی کو ناپسند کرنا بھی کفایت بخش ہے اور اس سے ایمان قائم رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿نحن أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ﴾(44)

"ہم اسے زیادہ جاننے والے ہیں جو یہ کہتے ہیں اور تو ان پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں، سو قرآن کے ساتھ اس شخص کو نصیحت کر جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أم سلمة زوج النبى ﷺ عن النبى ﷺ أنه قال: يستعمل عليكم أمراء ، فتعرفون وتنكرون، فمن كره فقد بري، ومن انكر فقد سلم ، ولكن من رضي وتابع»(45)

"اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر ایسے حکمران مقرر ہوں گے جن کے بعض کام تمہیں اچھے لگیں گے بعض برے۔ جس نے ان کے برے کاموں کو (دل سے) برا جانا وہ گناہوں سے بری الذمہ ہو گیا اور جس نے (زبان سے) برا کہا وہ بھی (اللہ کی پکڑ سے) بچ گیا لیکن جو ان کی برائی پر خوش ہوا اور ان کے پیچھے لگ گیا (وہ ہلاک ہوا)۔"

20. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم تا قیامت

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہمیشہ قائم رہے گا اور جو لوگ اس کی تعلیم حاصل کریں اور آگے پہنچائیں، وہ بھی اس نیکی کے ثواب میں شریک ہوں گے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (46)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ” (کیا یہ بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے؟ کہہ دیجیے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟ نصیحت تو بس عقلوں والے ہی قبول کرتے ہیں۔“

ارشاد نبوی ہے:

«وعن ابن عباس ؓ قال: قال رسول ﷺ: تسمعون ويسمع منكم ويسمع ممن سمع منكم»(47)

”اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ مجھ سے علم سنتے ہو اور آگے تم سے لوگ سنیں گے اور جو تم سے سنیں گے ان سے آگے سنا جائے گا (اور یہ سب اس کے اجر و ثواب میں شریک ہوں گے)۔“

21. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکمت سے ہو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں حکمت اور اچھے انداز سے کام لینا ضروری ہے تاکہ دعوت موثر اور لوگوں کے لیے قابل قبول ہو۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾(48)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ” (اے نبی!) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ساتھ دعوت دیجیے اور ان سے احسن طریقے سے بحث کیجیے۔ بے شک آپ کا رب ہی اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا اور وہی ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔“

ارشاد نبوی ہے:

«وعن عبد الله بن مسعود ؓ قال: قال رسول ﷺ: لا حسد إلا في اثنتين: رجل آتاه الله مالا فسلطه على هلكته في الحق ، ورجل آتاه الله حكمة فهو يقضي بها ويعلمها»(49)

"اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزوں کے علاوہ کسی پر رشک جائز نہیں، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے اور اسے حق کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے کی توفیق دی ہے، دوسرا وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے، حکمت (دین کا صحیح فہم) دیا اور وہ اس کے مطابق (اپنے اور دوسروں کے) فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔"

22. داعی اچھے اخلاق کا مالک ہو

داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھے اخلاق کا حامل ہو، کیونکہ اچھی شخصیت اور حسن سلوک لوگوں پر اثر ڈال کر دعوت کے مقصد کو آسان اور مؤثر بناتے ہیں۔

!ارشاد نبوی ہے:

«وعن أبي الدرداء رضى الله عنه قال: سمعت النبي ﷺيقول: ما من شيء يوضع في الميزان أثقل من حسن الخلق ، وإن صاحب حسن الخلق ليبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة»(50)

"اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ (قیامت کے روز) میزان میں اچھے اخلاق سے بڑھ کر وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی، بے شک اچھے اخلاق والا (اپنی اس خوبی کی وجہ سے) کثرت سے روزے رکھنے والے اور کثرت سے نوافل ادا کرنے والے کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔"

23. نرمی گفتگو کو مزین اور ترشی معیوب بنا دیتی ہے

دعوت کے عمل میں نرمی اور حسنِ سلوک کا کردار اہم ہے۔ نرم گفتاری لوگوں کے دلوں کو جذب کرتی ہے اور دعوت کو مؤثر بناتی ہے، جبکہ سخت رویہ اور تلخی اثر کو کمزور کر دیتی ہے۔ یہ صفت نہ صرف معاشرتی تعلقات میں بہتری لاتی ہے بلکہ دعوت کے اثر اور قبولیت میں بھی اضافہ کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾(51)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پس (اے نبی!) آپ اللہ کی رحمت کے باعث ان کے لیے نرم ہو گئے۔ اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، چنانچہ آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے بخشش مانگیں اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کریں، بے شک اللہ بھروسا

کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن عائشة رضي الله عنها و عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الرفق لا يكون فى شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه»(52)

"اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کام میں نرمی برتی جائے نرمی اس میں زینت پیدا کر دیتی ہے، اور جس کام سے نرمی نکال دی جائے تو وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔"

24. داعی لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرے

داعی کی کوشش ہونی چاہیے کہ لوگوں کے لیے دعوت آسان اور قابل قبول ہو۔ سختی یا دباؤ کے بجائے خوشخبری اور سہولت فراہم کرنے سے لوگوں کے دل کھلتے ہیں اور دین کی تعلیم مؤثر ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (53)

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمھیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔"

ارشاد نبوی ہے:

« وعن أبى موسى رضى الله عنه قال: كان رسول اللهﷺ إذا بعث احدا من أصحابه فى بعض أمره، قال: بشروا ولا تنفروا ، ويسروا ولا تعسروا»(54)

"اور حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو جب (لوگوں کی طرف) کسی کام سے بھیجتے تو انہیں نصیحت فرماتے، لوگوں کو اچھی خبر دینا، نفرت نہ دلانا، آسانی پیدا کرنا سختی نہ کرنا۔"

25. دعوت کے میدان میں تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا

دعوت کے کام میں لوگوں کے رد عمل یا تکلیف دہ رویوں پر صبر کرنا ضروری ہے، کیونکہ صبر کے ساتھ معاشرتی میل جول دین کی ترسیل کو مؤثر بناتا ہے اور دلوں کو نرم کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ﴾(55)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے، یہاں تک کہ ہم اللہ کو کھلم کھلا دیکھ لیں، تو تمھیں کڑک نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔''

ارشاد نبوی ہے: «وعن يحيى بن وثاب، عن شيخ من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم أراه ، عن النبى صلى الله عليه وسلم ، قال: المسلم ------- لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم»(56)

'' اور حضرت یحیی بن وثاب رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں، میرا گمان ہے کہ شیخ نے یوں کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان دوسروں میں گھل مل کر رہے اور پھر لوگوں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو دوسروں میں گھل مل کر نہ رہے اور نہ ہی ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرے۔''

26. داعی الی اللہ شہرت اور دکھاوے کی نیت سے کام نہ کرے

داعی کا اصل امتیاز اخلاص ہے۔ شہرت، دکھاوے اور ناموری کی نیت سے کیا گیا عمل ربّ کے ہاں قابلِ قبول نہیں رہتا، چاہے وہ بظاہر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ قرآن نے ریاکاروں کی تباہی بیان کی ہے، اور احادیث میں ایسے اعمال کا انجام واضح کیا گیا ہے جو ظاہراً نیکی ہوں مگر نیت فاسد ہو۔ دعوت کے میدان میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ عمل صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو، نہ کہ تعریف، مقبولیت یا لوگوں میں مقام پانے کے لیے۔ اخلاص ہی وہ روح ہے جو اعمال کو وزن دیتی ہے، اور ریا وہ بیماری ہے جو بڑے سے بڑا عمل بھی ہباءً منثوراً بنا دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾ (57)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس ان نمازیوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ اور عام برتنے کی چیزیں روکتے ہیں۔''

ارشاد نبوی ہے: «وعن سليمان بن يسار قال: تفرق الناس عن أبى هريرة: فقال له ناتل أهل الشام: أيها الشيخ حدثنا حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال: نعم سمعت -----ثم أمر به فسحب على وجهه، ثم ألقي فى النار»(58)

''اور سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بکھر گئے تو ایک شامی سربرآوردہ یا ناتل نامی شخص نے ان سے کہا، اے شیخ! ہمیں وہ حدیث سنایئے، جو آپ نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، انہوں نے کہا، ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سب سے پہلے

قیامت کے دن جس کے خلاف فیصلہ ہو گا، وہ ایک شہید ہونے والا آدمی ہے، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اسے بتائے گا اور وہ ان کا اقرار کرے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا (کن مقاصد کے لیے ان کو استعمال کیا ہے) وہ کہے گا، میں نے تیری خاطر جہاد کیا، حتی کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو صرف اس لیے جہاد میں حصہ لیا، تاکہ تیری جرات کے چرچے ہوں، تو یہ چرچے ہو گئے، پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے اور ایک آدمی نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن کی قرات کرتا رہا، اسے بھی لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمت کی شناخت کروائے گا اور وہ ان کی شناخت کر لے گا، اللہ اس سے پوچھے گا، تو نے ان سے کیا کام لیا؟ (ان کو کن مقاصد کے لیے استعمال کیا) وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور اسے سکھایا اور تیری خاطر قرآن کی قرآت کی، اللہ فرمائے گا، تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے تو علم اس لیے حاصل کیا، تاکہ تجھے عالم کہا جائے گا اور تو نے قرآن پڑھا، تاکہ تجھے قاری کہا جائے گا، تو تیرا یہ مقصد حاصل ہو چکا، (تیرے عالم اور قاری ہونے کا خوب چرچا ہوا) پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک تیسرا آدمی ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھرپور دولت سے نوازا ہو گا اور اسے ہر قسم کا مال عنایت کیا ہو گا، اسے بھی لایا جائے گا اور اللہ اسے اپنی نعمتوں سے آگاہ فرمائے گا اور وہ ان کا اعتراف کر لے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، تو نے ان سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا، میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا، جہاں تجھے خرچ کرنا پسند تھا، مگر تیری رضا کے حصول کی خاطر میں نے وہاں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، در حقیقت تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ تجھے سخی کہا جائے گا، (تیری فیاضی اور داد و دھش کے چرچے ہوں) سو تیرا یہ مقصد تجھے حاصل ہو گیا، (دنیا میں تیری سخاوت اور داد و دھش کے خوب چرچے ہوئے) پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

ارشاد نبوی ہے:

«وعن ثوبان ، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: لأعلمن أقواما من أمتي يأتون يوم القيامة بحسنات أمثال جبال تهامة بيضا ، ------ أقوام إذا خلوا بمحارم الله انتهكوها»(59)

''اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے بعض ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے روز آئیں گے تو ان کی نیکیاں تہامہ پہاڑ کے برابر ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ انہیں غبار بنا کر اڑا دے گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہمیں ان کی نشانیاں کھول کر بتائیں تاکہ ہم بھی شعوری طور پر کہیں ان میں شامل نہ ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو، وہ تمہارے ہی بھائی بند ہوں

گے، تمہاری قوم سے ہوں گے جس طرح تم راتوں میں عبادت کرتے ہو، ایسے ہی وہ بھی راتوں میں عبادت کریں گے لیکن جب تنہائی میں ان کا واسطہ اللہ کی حرمتوں پر سے پڑے گا تو انہیں پامال کریں گے۔"

27. داعی نفاق سے پاک ہونا

داعی کی صفات میں صداقت اور نفاق سے پاک ہونا بنیادی شرط ہے۔ جو شخص دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا، وہ اپنی امت کے لیے مثال نہیں بلکہ فتنہ بن جاتا ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ عمل کی صداقت اور مطابقتِ قول و فعل ہی دعوت کو قبولیت اور اثر بخشی دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾(60)

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: " کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟

ارشاد نبوی ہے: «وعن أنس رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : أتيت ليلة أسرى بى على قوم تقرض شفاههم بمقاريض من نار ،----، ويقرء ون كتاب الله ولا يعملون به»(61)

"اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے اور پھر صحیح سالم ہو جاتے (پھر دوبارہ کاٹے جاتے) میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو دوسروں کو وعظ کرتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے، اللہ کی کتاب پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔"

28. داعی لوگوں کو شرک سے منع کرے

دعوتِ اسلامی کا ایک بنیادی اسلوب یہ ہے کہ داعی لوگوں کو شرک کی تمام صورتوں سے واضح طور پر روکے اور توحید کی خالص تعلیم دے۔ زیرِ نظر حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سجدۂ تعظیمی جیسی غلط روایات اور غیر شرعی تعظیم کی سختی سے نفی فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی پر لازم ہے کہ وہ معاشرے میں رائج باطل عقائد، رسم و رواج اور غلو پر مبنی تعظیمی اعمال کی اصلاح کرے اور لوگوں کو صرف اللہ کی بندگی کی طرف رہنمائی دے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن قيس بن سعد ، قال: أتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم ، فقلت رسول ﷺحق أن يسجد له قال: فأتيت النبي ﷺ ---------- لما جعل الله لهم عليهن من الحق»(62)

" اور حضرت قیس بن سعدؓ کہتے ہیں میں حیرہ (یمن کا شہر) آیا تو وہاں کے لوگوں کو اپنے حاکم کے آگے سجدہ کرتے دیکھا میں نے خیال کیا کہ رسول ﷺ (ان حاکموں کے مقابلے میں) سجدہ کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ جب رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے حیرہ کے لوگوں کو اپنے حاکم کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے حالانکہ آپ ﷺ سجدہ کے زیادہ حق دار ہیں۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا بتاؤ اگر تمہارا گزر میری قبر پر ہو تو کیا تم میری قبر پر سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اب بھی مجھے سجدہ نہ کرو اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کے بدلے میں جو اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لیے مقرر کیا ہے۔"

29. رسول اللہ ﷺ نے گلے میں صلیب لٹکانے سے منع فرمایا

دعوت میں شرک سے پاک رہنا اور اہلِ اسلام کو توحید کی طرف بلانا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ گلے میں صلیب یا کسی بھی شکل کا بت رکھنا منع ہے، تاکہ ایمان صرف اللہ کی واحدانیت پر قائم رہے۔

ارشاد نبوی ہے: «وعن عدي بن حاتم رضى الله عنه قال: أتيت النبى صلى الله عليه وسلم وفي عنقى صليب من ذهب ، فقال: يا عدي اطرح عنك هذا الوثن»(63)

اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں (اسلام لانے کے لیے) حاضر ہوا۔ میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عدی! یہ بت گلے سے اتار کر پھینک دو۔"

30. دعوت الی اللہ کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنا

دعوت کی راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی ہمیشہ سے اہلِ ایمان کا شیوہ رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے مخلص داعیانِ حق تیار کیے جو قرآن و سنت کی تعلیم پہنچانے کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ ستر قراء کا واقعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ دعوت کبھی آرام و آسائش کا سفر نہیں، بلکہ اللہ کی رضا کے لیے آزمائشوں، خطرات اور قربانیوں کا راستہ ہے—اور اسی اخلاص و جانثاری کو اللہ کے ہاں حقیقی کامیابی کہا گیا ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن أنس بن مالك قال: جاء ناس إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقالوا: أن ابعث معنا رجالا يعلمونا القرآن والسنة ، فبعث إليهم سبعين رجلا من الأنصار ،،،،،،،، لقيناك فرضينا عنك، ورضيت عنا»(64)

"اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے، آپ ہمارے ساتھ کچھ آدمی روانہ فرمائیں، جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں، تو آپ نے ان کی قوم کی طرف ستر (70) انصاری آدمی روانہ فرمائے، جنہیں قراء (قرآن پڑھانے والے) کہا جاتا تھا، ان میں میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ لوگ قرآن مجید پڑھتے تھے اور رات کو قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے اور سیکھتے اور دن کو پانی لا کر مسجد میں (لوگوں کے استعمال کے لیے) رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اس رقم سے اہل صفہ اور محتاجوں کے لیے خوراک خریدتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ان کی قوم کی) طرف بھیج دیا، دشمن ان کے سامنے آیا اور انہیں مقررہ جگہ تک پہنچنے سے پہلے قتل کر ڈالا، حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے دعا کی، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچا دے، کہ ہم تجھے مل چکے ہیں، ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور انہیں اس طرح نیزہ مارا کہ وہ پار ہو گیا، تو حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا، رب کعبہ کی قسم! میں نے منزل کو پالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو بتایا، تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے دعا کی ہے، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ کو پیغام پہنچا دے، کہ ہم تجھے مل چکے ہیں اور تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔"

31. داعی خلاف سنت عمل سے منع کرے

دعوت کے میدان میں کسی کو حق اور عبادت سے روکنا ناجائز اور خلاف سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ کسی کو اللہ کی عبادت سے روکنا صحیح نہیں، حتیٰ کہ اگر قریبی رشتہ دار بھی ایسا چاہیں تو بھی مخلص داعی حق کے مطابق عمل کرے اور مخالفت کے باوجود صبر و تحمل سے کام لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: ﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (65)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے، یقیناً یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔"

ارشاد نبوی ہے:

«وعن ابن عمر، أن رسول الله ﷺ قال: لا تمنعوا إماء الله أن يصلين في المسجد. فقال ابن له: إنا لنمنعهن، قال: فغضب غضبا ---- عن رسول الله ﷺ وتقول: إنا لنمنعهن ؟(66)

"اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اللہ کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا: ہم تو روکیں گے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: میں تیرے سامنے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کر رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم انہیں ضرور روکیں گے۔"

32. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلے کو شرک سے منع کیا

دعوت میں قریبی رشتہ داروں کو شرک اور گمراہی سے روکنا بھی شامل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کو جمع کرکے انہیں دین کی حفاظت اور وعدوں پر یقین کرنے کی ذمہ داری دی، تاکہ قریبی افراد بھی ہدایت پر قائم رہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾(67)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " اور آپ اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں۔"

ارشاد نبوی ہے:

« وعن علی رضی اللہ عنہ قال: لما نزلت هذه الآية ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ---على أهل بيته ، فقال علی رضی اللہ عنہ : أنا»(68)

"اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 214)﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿214﴾

" اور ڈراؤ اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔" نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا۔ تیس آدمی جمع ہوئے، انہوں نے کھایا پیا (فراغت کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: میرے دین کو قبول کرنے اور وعدوں پر یقین کرنے کی ضمانت پر کون میرے ساتھ جنت میں جائے گا اور میرے اہل میں میرے بعد جانشین بنے گا؟ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ تو (نیکی اور خیر کے) سمندر ہیں۔ آپ ﷺ کے مقام پر کون کھڑا ہو سکتا ہے؟ پھر ایک اور آدمی نے بات کی۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے وہی بات اپنے گھر والوں کے سامنے پیش کی۔ تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشکش قبول کرتا ہوں۔"

33. داعی زندگی کے آخری سانس تک ایمان لانے کا حکم دے

دعوت کے دوران انسان کی آخری گھڑی تک ایمان لانے کی ترغیب دینا بھی شامل ہے۔ نبی ﷺ نے وفات کے وقت بھی ابوطالب کو کلمہ لاالہ الا اللہ کہنے کی نصیحت جاری رکھی اور اس کے حق میں استغفار فرماتے رہے۔

ارشاد نبوی ہے:

«وعن سعيد بن المسيب، عن أبيه ، أنه أخبره: أنه لما حضرت أبا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده أبا جهل ---فأنزل الله تعالى فيه ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ الآية»(69)

" اور حضرت سعید بن مسیب اپنے باپ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: چچا! آپ ایک کلمہ لاالہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا ابوطالب ! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے۔ ابوجہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ آخر ابوطالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لاالہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا۔ تاآنکہ مجھے منع نہ کر دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ (التوبہ: 113) نازل فرمائی۔"

34. داعی لوگوں کو نیکی کی باتیں سکھلائے

دعوت کے عمل میں لوگوں کو اللہ کی حفاظت اور توکل کے اصول سکھانا ضروری ہے۔ نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایسے کلمات سکھائے جو دین و دنیا میں رہنمائی اور تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی ہے: «وعن ابن عباس رضى الله عنها قال كنت خلف رسول الله ﷺ يوما---، رفعت الأقلام ، وجفت الصحف»(70)

"اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے ! میں تجھے چند کلمے سکھاتا ہوں (جو یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ (دین و دنیا کے فتنوں میں) تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کو یاد کر، تو تو اسے اپنے ساتھ پائے گا جب سوال کرنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کر، جب مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اچھی طرح جان لے کہ اگر

سارے لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم (تقدیر لکھنے والے) اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے جن میں تقدیر لکھی گئی ہے خشک ہو چکے ہیں۔"

35. امیر عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اونچی آوازیں نکالنے سے منع فرمایا

دعوت کے ماحول میں ادب اور احترام قائم رکھنا ضروری ہے، خاص طور پر مسجد جیسے مقدس مقام پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آوازیں نکالنے سے منع کر کے اسلامی آداب کی حفاظت کی۔

ارشادِ نبوی ہے:« وعن السائب بن يزيد ، قال كنت قائما في المسجد فحصبني ، رجل ، ----- ، ترفعان أصواتكما في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم»(71)

"اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا، کسی نے میری طرف کنکری پھینکی، میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطابؓ سامنے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ، میں بلا لایا، آپ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے، یا یہ فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ (حضرت عمر بن خطابؓ نے) فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ تم رسول کریم ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو؟"

36. داعی کفار و مشرکین کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دے

داعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کفار و مشرکین کے سامنے بھی دین حق کی دعوت پیش کرے، چاہے مخالفین سخت ردعمل دکھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو توحید کی تعلیم دی، حتیٰ کہ ابو لہب جیسے مخالف بھی موجود تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾(72)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔"

ارشادِ نبوی ہے:

«وعن ربيعة بن عباد الدولي رضى الله عنه يقول رأيت رسول ﷺ بمنى في ----هذا الرجل؟ قيل: أبولهب»(73)

''اور حضرت ربیعہ بن عباد دولی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منی میں لوگوں کے خیموں میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے: لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتاہے کہ اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک آدمی تھا جو کہ رہا تھا لوگو! یہ شخص تمہیں تمہارے آبائی دین کو چھوڑنے کا حکم دے رہاہے (لہذا اس کی بات نہ مانو) میں نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ ابو لہب ہے۔''

خلاصہ:

دعوتِ الی اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ داعی خوش خبری دینے والا، آسانی پیدا کرنے والا اور لوگوں کے رویّوں کی سختیوں پر صبر کرنے والا ہو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو ہمیشہ بشارت اور تیسیر کی تلقین فرمائی اور اُن مسلمانوں کی فضیلت بتائی جو لوگوں میں گھل مل کر اُن کی ایذا پر صبر کرتے ہیں۔ اس راہ میں اخلاص، ریاکاری سے پاک نیت، اور نفاق سے مکمل اجتناب بنیادی شرائط ہیں، کیونکہ دکھاوے کے اعمال اور قول و فعل کے تضاد سے انسان کی عظیم ترین نیکیاں بھی قیامت کے دن غبار بنا کر اڑا دی جائیں گی۔ داعی کے لیے لازم ہے کہ وہ شرک کی ہر شکل سے روکے، صلیب جیسے مظاہرِ شرک کو بھی منع کرے، توحید کی حفاظت کرے اور دین کی خاطر جان کے نذرانے کے لیے بھی تیار رہے جیسا کہ ستر قرّاء کے واقعے میں عملی نمونہ ملتا ہے۔ دعوت کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ داعی کسی شخص کو عبادت سے نہ روکے بلکہ نیکی کی رہنمائی، معروف کا حکم اور منکر سے روکنے کے ساتھ پیش آنے والی آزمائشوں پر صبر کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ایمان کی دعوت دی، حتیٰ کہ ابو طالب کو وفات کے وقت مسلسل کلمہ کی تلقین فرماتے رہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جیسے نوجوانوں کو بھی اللہ کی حفاظت، توکل اور تقدیر کے بنیادی اصول سکھائے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا راستہ ابتدائے عمر سے انتہائے عمر تک، اخلاص، توحید، صبر، قول و فعل کی مطابقت، ایثار، حُسنِ اخلاق اور مخلوق کو ربّ سے جوڑنے کے مسلسل عمل کا نام ہے۔

حوالہ جات

[1]ابن منظور، محمد بن مكرم بن منظور الأفريقي المصري (711ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج 14، ص 257

[2]الشیخ علی محفوظ، هداية المرشدين، دار الاعتصام، ص 17

[3]القصص، ۷۸:۸۲

[4]سید محمود احمد حسنین، حافظ عبد المجید، ارشاد اللہ، سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں دعوتِ دین کا طریقہ: ایک تحقیقی مطالعہ، جہانِ تحقیق، ج 5، ش 2، 2022، ص 2

[5]ال عمران 3 : 110

[6]البقرہ 2 : 44

[7]الصف 61 : 2

[8]الشعراء 26 : 214

[9]سید محمود احمد حسنین، سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں دعوتِ دین کا طریقہ: ایک تحقیقی مطالعہ، جہانِ تحقیق، ص 3

[10]آل عمران 3 : 104

[11]سید محمود احمد حسنین، سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں دعوتِ دین کا طریقہ: ایک تحقیقی مطالعہ، جہانِ تحقیق، ص 3

[12]آل عمران 3 : 110

[13]مسلم، الإمام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، بیروت: دار إحیاء التراث، کتاب الایمان، حدیث 177

[14]البخاري، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت: دار الفکر، المکتبۃ السلفیۃ، کتاب المظالم، حدیث نمبر 2465

[15]یوسف 12 : 108

[16]البخاري، الجامع الصحیح، کتاب العلم، حدیث 67

[17]الذاریات 51 : 55

[18]مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، حدیث 6582

[19]البخاري، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الأنبیاء، حدیث 3461

[20]ال عمران 3 : 104

[21]القزوینی، عبد اللہ محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ (ت 273ھ)، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، القاهرة: مطبعة الحلبي، کتاب الفتن، حدیث 4007

[22]البقرہ 2 : 286

[23]القزوینی، السنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث 4016

[24]ھود 11 : 114

(25) الترمذي، امام محمد بن عیسی، الجامع الصحیح، تحقیق: الشیخ أحمد شاکر، القاھرۃ: مطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، 1398ھ، ابواب البر والصلۃ، حدیث نمبر 1987

(26) التوبہ 9: 112

(27) مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث 2329

(28) أحمد بن حنبل، المسند، بیروت: المکتب الاسلامی، 1398ھ، 391/4

(29) البخاري، الجامع الصحیح، کتاب الشرکۃ، حدیث 2493

(30) العصر 103

(31) الألباني، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، الریاض: مکتبۃ المعارف، حدیث: 374

(32) البخاري، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، حدیث 3701

(33) القزوینی، السنن ابن ماجہ، حدیث 237

(34) الألباني، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث 426

(35) مسلم، صحیح مسلم، کتاب العلم، حدیث 6804

(36) المائدہ 5: 79، 78

(37) أبو داود، سلیمان بن الأشعث السجستاني، السنن (ت 275ھ)، القاھرۃ: دار إحیاء السنۃ النبویۃ، کتاب الملاحم، حدیث نمبر 4339

(38) القزوینی، السنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، حدیث 4009

(39) ھود 11: 117، 116

(40) القزوینی، السنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، حدیث 4010

(41) الترمذي، امام محمد بن عیسی، الجامع الصحیح، تحقیق: الشیخ أحمد شاکر، القاھرۃ: مطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، 1398ھ، ابواب الفتن، حدیث نمبر 2169

(42) المائدہ 5: 105

(43) القزوینی، السنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، حدیث 3957

(44) ق 50: 45

(45) مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارہ، حدیث 4801

(46) الزمر 39: 9

(47) أبو داود، السنن، کتاب العلم، حدیث 3659

(48) النحل 16: 125

(49) مسلم، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث 1896

(50) الترمذي، الجامع الصحیح، ابواب البر والصلة، حدیث 2003

(51) ال عمران 3 : 159

(52) مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، حدیث 6602

(53) البقرہ 2 : 185

(54) مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، حدیث 4525

(55) البقرہ 2 : 55

(56) الترمذي، الجامع الصحیح، ابواب صفة القیامة، حدیث 2507

(57) الماعون 107: 4-7

(58) مسلم، صحیح مسلم، کتاب السنة، حدیث 4923

(59) القزویني، السنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، حدیث 4245

(60) البقرہ 2 : 44

(61) صحیح الجامع الصغیر للالباني، طبعة المکتب الاسلامی، حدیث 128

(62) أبوداود، السنن، کتاب النکاح، حدیث 2140

(63) الترمذي، الجامع الصحیح، ابواب تفسیر القرآن، حدیث 3095

(64) مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارات، حدیث 4917

(65) لقمان 31 : 17

(66) القزویني، السنن ابن ماجہ، حدیث 16

(67) الشعراء 26 : 214

(68) أحمد بن حنبل، المسند، 883/2

(69) البخاري، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، حدیث 337-1360

(70) الترمذي، الجامع الصحیح، ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، حدیث 2516

(71) البخاري، الجامع الصحیح، کتاب الصلاة، حدیث 470

(72) الأنبیاء 21 : 25

(73) الحاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، مستدرک الحاکم کتاب الایمان، 1/15

References

1. Ibn Manzur, Muhammad ibn Makram al-Afriqi al-Misri (711 AH), Lisan al-‘Arab, Dar Sader, Beirut, Vol. 14, p. 257.
2. Al-Shaykh Ali Mahfouz, Hidayat al-Murthideen, Dar al-I‘tisam, p. 17.
3. Al-Qasas 28:78-82.

4. Syed Mahmood Ahmad Hasnain, Hafiz Abdul Majeed, Irshadullah, The Method of Dawah in the Light of the Seerah of the Prophet ﷺ: An Analytical Study, Jahan-e-Tahqiq, Vol. 5, No. 2, 2022, p. 2.
5. Al-'Imran 3:110.
6. Al-Baqarah 2:44.
7. As-Saff 61:2.
8. Ash-Shu'ara 26:214.
9. Syed Mahmood Ahmad Hasnain, The Method of Dawah in the Light of the Seerah of the Prophet ﷺ: An Analytical Study, Jahan-e-Tahqiq, p. 3.
10. Al-'Imran 3:104.
11. Syed Mahmood Ahmad Hasnain, The Method of Dawah in the Light of the Seerah of the Prophet ﷺ: An Analytical Study, Jahan-e-Tahqiq, p. 3.
12. Al-'Imran 3:110.
13. Muslim, Imam Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, ed. Muhammad Fuad Abd al-Baqi, Beirut: Dar Ihya al-Turath, Kitab al-Iman, Hadith 177.
14. Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad ibn Isma'il, Al-Jami' al-Sahih, Beirut: Dar al-Fikr, Al-Maktaba al-Salafiyya, Kitab al-Mazalim, Hadith 2465.
15. Yusuf 12:108.
16. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-'Ilm, Hadith 67.
17. Adh-Dhariyat 51:55.
18. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Birr wa As-Silah, Hadith 6582.
19. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab Ahadith al-Anbiya, Hadith 3461.
20. Al-'Imran 3:104.
21. Al-Qazwini, Abdullah Muhammad ibn Yazid, Sunan Ibn Majah (d. 273 AH), ed. Muhammad Fuad Abd al-Baqi, Cairo: Matba'at al-Halabi, Kitab al-Fitan, Hadith 4007.
22. Al-Baqarah 2:286.
23. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Fitan, Hadith 4016.
24. Hud 11:114.
25. Al-Tirmidhi, Imam Muhammad ibn 'Isa, Al-Jami' al-Sahih, ed. Shaykh Ahmad Shakir, Cairo: Matba'at Mustafa al-Babi al-Jalbi, 1398 AH, Abwab al-Birr wa As-Silah, Hadith 1987.
26. At-Tawbah 9:112.
27. Muslim, Sahih Muslim, Kitab az-Zakat, Hadith 2329.
28. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1398 AH, 4/391.
29. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Shirka, Hadith 2493.
30. Al-'Asr 103.
31. Al-Albani, Silsilat al-Ahadith as-Sahihah, Riyadh: Maktabat al-Ma'arif, Hadith 374.
32. Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Manaqib, Hadith 3701.
33. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Hadith 237.
34. Al-Albani, Silsilat al-Ahadith as-Sahihah, Hadith 426.
35. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-'Ilm, Hadith 6804.
36. Al-Ma'idah 5:78-79.
37. Abu Dawood, Sulaiman ibn al-Ash'ath al-Sijistani, Sunan (d. 275 AH), Cairo: Dar Ihya al-Sunnah al-Nabawiyyah, Kitab al-Malahim, Hadith 4339.
38. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Abwab al-Fitan, Hadith 4009.
39. Hud 11:116-117.
40. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Abwab al-Fitan, Hadith 4010.
41. Al-Tirmidhi, Al-Jami' al-Sahih, ed. Ahmad Shakir, Cairo: Matba'at Mustafa al-Babi al-Jalbi, 1398 AH, Abwab al-Fitan, Hadith 2169.
42. Al-Ma'idah 5:105.

43. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Abwab al-Fitan, Hadith 3957.
44. Qaf 50:45.
45. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Imarah, Hadith 4801.
46. Az-Zumar 39:9.
47. Abu Dawood, Sunan, Kitab al-‘Ilm, Hadith 3659.
48. An-Nahl 16:125.
49. Muslim, Sahih Muslim, Kitab Salat al-Musafirin, Hadith 1896.
50. Al-Tirmidhi, Al-Jami‘ al-Sahih, Abwab al-Birr wa As-Silah, Hadith 2003.
51. Al-‘Imran 3:159.
52. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Birr wa As-Silah, Hadith 6602.
53. Al-Baqarah 2:185.
54. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Jihad, Hadith 4525.
55. Al-Baqarah 2:55.
56. Al-Tirmidhi, Al-Jami‘ al-Sahih, Abwab Sifat al-Qiyamah, Hadith 2507.
57. Al-Ma‘un 107:4-7.
58. Muslim, Sahih Muslim, Kitab as-Sunnah, Hadith 4923.
59. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Kitab az-Zuhd, Hadith 4245.
60. Al-Baqarah 2:44.
61. Al-Albani, Sahih al-Jami‘ al-Saghir, Beirut: Al-Maktab al-Islami, Hadith 128.
62. Abu Dawood, Sunan, Kitab an-Nikah, Hadith 2140.
63. Al-Tirmidhi, Al-Jami‘ al-Sahih, Abwab Tafsir al-Qur’an, Hadith 3095.
64. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Imarat, Hadith 4917.
65. Luqman 31:17.
66. Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Hadith 16.
67. Ash-Shu‘ara 26:214.
68. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, 2/883.
69. Al-Bukhari, Al-Jami‘ al-Sahih, Kitab al-Janazah, Hadith 337/1360.
70. Al-Tirmidhi, Al-Jami‘ al-Sahih, Abwab Sifat al-Qiyamah wa Ar-Raqa’iq wa al-Wara‘, Hadith 2516.
71. Al-Bukhari, Al-Jami‘ al-Sahih, Kitab as-Salah, Hadith 470.
72. Al-Anbiya 21:25.
73. Al-Hakim, Abu Abdullah Muhammad ibn Abdullah, Al-Mustadrak ala al-Sahihain, Kitab al-Iman, 15/1.